ایمان اور کفر کے درمیان حد فاصل، نماز

آج کے منافق کو نمائشی نماز کی حاجت نہیں رہی لہذا اب نماز ہی مومن اور منافق کے درمیان حد فاصل بن گئی

نماز با جماعت کی تاکید کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا ''جس بستی یا گاؤں میں 3 آدمی بھی ہوں اور وہ نماز قائم نہ کرتے ہوں تو اُن پر شیطان غالب آجاتا ہے اسلئے تم نماز کیلئے جماعت کی پابندی اپنے اوپر لازم کو لو۔ کیونکہ بھیڑیا ان بکریوں کو کھاتا ہے جو اپنے ریوڑ سے دور رہ گئی ہوں۔'' (ابو داؤد) بلکہ نبی ﷺ نے اقامتِ صلوٰۃ کیلئے صف بندی کو بھی لازمی قرار دیا ہے۔ صفوں کا درست اور سیدھا رکھنا اقامتِ نماز میں سے ہے۔ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے ''منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز سب سے زیادہ مشکل ہے۔'' اگر ان لوگوں کو اس نماز کے اجر و ثواب کا اندازہ ہوتا تو گھٹنوں کے بل بھی مسجد میں آتے اور نماز با جماعت ادا کرتے۔ نبی ﷺ اور صحابہ اکرام کے بہترین دور میں کوئی منافق بے نمازی نہیں تھا بلکہ وہ اپنے نفاق کو چھپانے کیلئے با جماعت نماز ادا کرتے تھے لیکن نمازوں میں سُستی اور کاہلی اور ہمیشہ آخری صفوں میں نماز میں شریک ہونا اور نماز ختم ہوتے ہی مسجد سے نکل جانا، اسی طرح عشاء اور فجر میں مسجد میں حاضر نہ ہونا یہی اس دور کے منافقین کی پہچان تھی۔ مولانا صدرالدین اصلاحیؒ اپنی تصنیف ''حقیقتِ نفاق'' میں لکھتے ہیں ''اُس وقت مومن اور منافق کے درمیان تمیز صرف اس طرح ہوتی تھی کہ مؤمن ایسے ذوق و شوق کے ساتھ آتے تھے جیسے وہ احساسِ فرض سے خود بخود کھنچے چلے آرہے ہیں اور منافق اس طرح بادلِ ناخواستہ آتے تھے جیسے اپنے آپ کو کھینچ کر لا رہے ہوں۔ اب صورتِ معاملہ بالکل بدل گئی ہے۔ آج کے منافق کو مسلمانوں میں شامل رہنے کیلئے نمائشی نماز کی بھی حاجت نہیں رہی کیونکہ وہ اس کے بغیر اچھا خاصا مسلمان سمجھا جا رہا ہے لہذا اب نماز مؤمن اور کافر کے درمیان نہیں بلکہ مؤمن اور منافق کے درمیان حد فاصل بن گئی ہے۔ اب منافق کی نشانی یہ ہے کہ وہ اذان کی آواز سن کر ٹس سے مس نہ ہو اور جب نماز کا وقت آئے تو نماز کیلئے حرکت نہ کرے۔''

رسول ﷺ نماز با جماعت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے درجِ ذیل واقعہ سے اندازہ کیجئے۔ نماز ختم ہو گئی، ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جو کسی وجہ سے با جماعت نماز ادا نہ کر سکا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے پوچھا ''کون ہے جو اپنے بھائی کی مدد کرے (یعنی اُس کے ساتھ شامل ہو جائے تاکہ دونوں مل کر با جماعت نماز ادا کریں اور اُس شخص کو جماعت کا ثواب بھی مل جائے)'' ایک صحابی نے اُس کے ساتھ مل کر با جماعت نماز ادا کی۔

آج بھی سعودی عرب میں جماعت ختم ہونے کے بعد جو لوگ مسجد میں آتے ہیں وہ ہماری طرح الگ الگ نماز ادا نہیں کرتے بلکہ دوسری اور تیسری جماعت بھی کر لیتے ہیں جو اسوۂ رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقہ کی بہترین پیروی ہے۔ برصغیر میں پہلی جماعت کے بعد 20 آدمی بھی مسجد میں آئیں تو الگ الگ نماز ادا کرتے ہیں اور اگر کوئی جماعت کرانے کی ہمت کر لے تو اُسے ملامت کی جاتی ہے۔

ہمارے مولوی حضرات کو سوچنا چاہیے کہ جو عمل اللہ کے حبیب علیہ الصلا والسلام ﷺ اور صحابہ اکرام کے طریقے سے ثابت ہو اُسکی مخالفت کرنا کیا کسی مسلمان کو زیب دیتا ہے؟ اسوۂ رسول ﷺ کے مقابلے میں فقہی آرا کی آڑ لینا دین کے سوئے فہم کا نتیجہ ہے۔ فقہ اور اجتہاد کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں کتاب و سنت سے رہنمائی نہ ملتی ہو اسلئے جان لینا چاہیے کہ دوسری جماعت گناہ نہیں بلکہ الگ الگ

نماز ادا کرنا اسوۂ رسول ﷺ کی خلاف ورزی اور گناہ ہے۔ نماز کی حقیقت، اس کی فرضیت اور دین میں نماز کی اہمیت، نماز نہ پڑھنے کا نقصان، باجماعت نماز کی اہمیت اور جماعت کو چھوڑنے کا نقصان ان موضوعات کو سمجھ لینے کے بعد نماز کے فوائد اور ثمرات کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اس عظیم فریضہ کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اجرِ آخرت کی اُمید پر ہم نماز کی طرف راغب ہو جائیں۔

نماز کے بے حد و حساب دنیوی فوائد و اُخروی ثمرات ہیں چند ایک کا ذکر کیا جائے گا:

سورۃ المؤمنون کے آغاز میں اہل ایمان کی صفات بیان کی گئی ہیں "یقیناً فلاح پا گئے وہ مومنین جو خشوع سے نماز پڑھتے ہیں۔" (آیت 2,1) مومنین کی صفات بیان کرنے کے بعد آخر میں فرمایا جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی وارث ہیں جنت الفردوس کے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔" (آیت 9-11)۔

خشوع نماز کی روح ہے اور نمازوں کی حفاظت سے مراد وقت کی پابندی کے ساتھ باجماعت نماز قائم کرنا ہے۔ گویا نماز مومن کو اس فردوسِ بریں میں پہنچا دے گی جو جنت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے اور جو ہر بندۂ مومن کی آرزو ہو سکتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور نماز قائم کرو بے شک نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔" (عنکبوت 45)۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ نماز کا سب سے بڑا فائدہ ہے تو بے جا نہ ہوگا لیکن بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ فلاں آدمی نماز بھی پڑھتا ہے اور فلاں فلاں حرکتیں بھی کرتا ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس میں قصور نماز کا نہیں، دراصل اس شخص نے نماز کے مقصد کو نہیں سمجھا۔ نماز محض قیام اور رکوع و سجود یا چند رٹے رٹائے اسباق کا پڑھ لینا نہیں۔ اصل نماز تو پوری شعوری کیفیت کے ساتھ 5 وقت خشوع و خضوع کے ساتھ اس احساس کے تحت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دینا ہے کہ اس حاضری کے ذریعے اُس محشر کی بڑی حاضری کا احساس اُجاگر ہو اور ہر نماز پہلے پڑھی گئی نماز سے بہتر بھی ہو اور اس احساس کو مزید اُجاگر کرنے کا ذریعہ بھی بنے۔ نماز میں بندہ جب بار بار "مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْن" کی تکرار کرتا ہے تو روزِ جزا کی فکر کی آبیاری بھی ہوتی ہے اور آخرت کی جوابدہی کا احساس بھی تازہ رہتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ نماز کو سمجھ کر پورے شعور کے ساتھ ادا کریں۔ افسوس ہے کہ ہماری اکثریت نماز ہی نہیں پڑھتی اور جو لوگ پڑھتے ہیں اُن کی اکثریت یہ نہیں سمجھتی کہ ہم نماز میں کیا پڑھ رہے ہیں۔ مسلم شریف کی روایت ہے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ شخص ہرگز جہنم میں نہ جائے گا جو سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے کی نماز پڑھتا رہا۔" (یعنی فجر اور عصر کی نماز) متفق علیہ حدیث ہے کہ "نماز باجماعت تنہا پڑھی جانے والی نماز سے 27 درجے افضل ہے۔" اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو نماز باجماعت کی کس قدر فکر رہتی تھی ملاحظہ فرمایئے کہ ایک بزرگ کسی وجہ سے نماز میں شامل نہ ہو سکے تو انہوں نے اُس نماز کو 27 مرتبہ پڑھا تاکہ وہ اُس نقصان کی تلافی کر سکیں۔

بخاری و مسلم کی دوسری روایت ہے کہ "جب تک تم میں سے کوئی آدمی اپنی نماز کی جگہ رہتا ہے فرشتے اُس کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں جب تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے، وہ کہتے ہیں اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ تو اس پر رحم فرما۔" فرشتوں کی دعائیں لینے سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ "جس نے نماز کیلئے وضو کیا اور کامل وضو کیا پھر فرض نماز کیلئے چلا اور لوگوں کے ساتھ یا جماعت کے ساتھ یا مسجد میں نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو بخش دے گا۔" متفق علیہ حدیث میں ارشاد رسول ﷺ

ہے کہ ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو جس میں وہ ہر روز 5 مرتبہ غسل کرتا ہو، کیا اُس کے جسم پر میل کچیل باقی رہے گا؟'' صحابہؓ نے عرض کیا اُس کا کچھ بھی میل باقی نہ رہے گا جس پر آپ ﷺ نے فرمایا ''بالکل یہی مثال پنج وقتہ نمازوں کی ہے کہ اُن کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی ذمہ داری اور پناہ میں ہے لہٰذا اے ابنِ آدم! دیکھو کہیں اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنے ذمہ میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کرے۔'' **(مسلم)**۔

ابوداؤد اور ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تاریکی میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن نورِ کامل کی بشارت دے دو۔'' (یہ نور اُن نمازیوں کو پُلِ صراط سے گزرنے میں مدد دے گا)۔ طبرانی کی روایت ہے کہ ''مسجد ہر متقی اور پرہیز گار کا گھر ہے اور اُس شخص کیلئے جس کا گھر مسجد ہو، اللہ تعالیٰ نے راحت، رحمت اور پُلِ صراط پار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضامندی یعنی جنت میں پہنچنے کی ضمانت دی ہے۔'' (امام البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

مسلم شریف کی راویت ہے کہ ''5 وقت کی نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ان کے مابین سرزد ہونے والے گناہوں کیلئے کفارہ ہے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔'' نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص عشاء کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے اُس کو آدھی رات قیام کا اجر ملتا ہے اور جو فجر کی نماز باجماعت ادا کرتا ہے اُس کو بقیہ آدھی رات کا اجر ملتا ہے۔'' سبحان اللہ! ربِ کریم ہم پر اتنا مہربان ہے کہ عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھ لیں تو ہمارا رات بھر آرام کی نیند سونا اللہ تعالیٰ کے حضور رات بھر کے قیام کی مانند ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ ''جو مسلمان بندہ ہر روز فرائض کے علاوہ دن اور رات میں 12 رکعت نوافل ادا کرتا ہے اللہ اُس کیلئے جنت میں گھر بناتا ہے۔'' یہ 12 رکعت وہ مؤکدہ سنتیں ہیں جو ہر نماز کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ جنت میں گھر کی بشارت کیا کوئی معمولی بات ہے؟ بس جس کو اللہ تعالیٰ توفیق دے! بخاری شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا کہ ''تم کونسا عمل کرتے ہو کہ میں نے جنت میں تمہارے قدموں کی آہٹ سنی۔'' آپؓ نے جواب دیا: میں ہر وضو کے بعد 2 رکعت (تحیۃ الوضو) پڑھ لیتا ہوں۔ سبحان اللہ وضو اور نماز کی برکات کے کیا کہنے! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم وضو کرتے ہو تو وضو کے پانی کے ساتھ تمہارے اعضاء کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔'' مسلم شریف کی روایت ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر وضو کے بعد یہ کلمات پڑھتا ہے: **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ** اُس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس میں سے چاہے جنت میں داخل ہو۔'' ترمذی کی روایت میں ان کلمات کا اضافہ ہے ''**اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ**۔''

ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام ایک دین اور ضابطۂ حیات ہے۔ اس دینِ حنیف کا ہر جز دوسرے سے باہم اس طرح جڑا ہوا ہے جس طرح جسم کے مختلف حصّے باہم مربوط ہیں یا کسی مشین کے پُرزے باہم جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ جسم کا ہر حصّہ اپنی جگہ بہت قیمتی اور بڑی اہمیت رکھتا ہے لیکن اُس کی قدر و قیمت اور افادیت اُس وقت تک ہے جب تک وہ پورے جسم میں اپنے

خاص مقام پر صحیح سلامت کام کرتا ہے۔ دل جو اس جسم کا سب سے اہم حصّہ ہے اسے سینے سے نکال کر بڑے خوبصورت فریم میں سجا کر رکھا جائے نہ وہ کسی کام کا ہے اور نہ ہی بقیہ جسم اپنا کام سرانجام دے سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر کسی مشین کے پُرزے الگ کر دیے جائیں تو نہ مشین اپنا مقصد پورا کر سکتی ہے نہ اُس کے کسی پُرزے کی اہمیت ہے۔ اسلامی نظامِ زندگی میں عقائد اور عبادات، معاشرت اور معاشیات، اخلاق اور سیاسیات، تعلیم و تربیت، تقویٰ اور پرہیزگاری، حدود اور تعزیرات سب ایک ہی دین کے اجزاء ہیں۔ کسی ایک جز کو الگ کر کے اُس سے فائدہ اُٹھانا ممکن ہے نہ ہی بقیہ دین سے اُس کا مقصدِ حقیقی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں روح کی حیثیت ہے اسی طرح اس نظام حیات میں ایمان اور عقیدے کو روح کی حیثیت حاصل ہے اور اسلامی عبادات اس کے اعضاء و جوارح ہیں اور ان اعضاء میں نماز کی حیثیت 2 ٹانگوں کی سی ہے جن پر پورا جسم قائم اور کھڑا رہتا ہے۔ اگر ٹانگوں سے طاقت ختم ہو جائے تو دل و دماغ اور سمع و بصارت کے تندرست ہونے کے باوجود جسم دھڑام سے گر جاتا ہے اور انسان صاحب فراش ہو کر ناکارہ ہو جاتا ہے۔

اِس مثال کو پیش کرنے کا مقصد اُس حدیثِ مبارکہ کے مفہوم کو ذہن نشین کرانا اور سمجھانا ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''نماز دین کا ستون ہے، جس نے اُس کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اُس نے اپنے دین کی عمارت کو ڈھا دیا۔'' اس حدیث مبارکہ کا صاف مطلب یہ ہوا کہ نماز نہ پڑھنے والا اپنے دین کو خود نیست و نابود کر ڈالتا ہے۔ اس وضاحت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر نماز کو اسلامی نظامِ حیات سے خارج کر دیا جائے تو باقی ماندہ اسلام کی حیثیت اُس مفلوج جسم کی سی رہ جائے گی جس کی ٹانگیں ناکارہ ہونے کی وجہ سے پورا جسم بے کار ہو کر رہ گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ممالک اور اسلامی معاشرے اسلامی نظامِ حیات کی خیر و برکت سے محروم ہو چکے ہیں۔ کیونکہ اِن ملکوں میں اقامتِ صلوٰۃ کا نظام ہی سرے سے قائم نہیں۔ اب ایسے معاشرے میں رمضان کی پہلی تاریخ کو بینک میں جمع شدہ رقومات سے زکوٰۃ کی کٹوتی اور دیگر اصلاحات کی حیثیت ویسی ہی ہوگی جس طرح جسم کو ٹانگوں پر کھڑا کرنے کے بجائے بینائی اور سماعت کا علاج شروع کر دیا جائے۔

سورۃ الحج کی جس آیتِ کریمہ سے ہم نے اپنے موضوع کا آغاز کیا ہے اُس میں نماز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نماز سے حاصل ہونے والے فوائد و ثمرات ہیں اسلئے بنیاد کو قائم اور مضبوط کئے بغیر منکرات کو مٹانے کی ہر کوشش بیکار اور فضول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے نماز کی یہ صفت بیان کی ہے ''نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔'' یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اصلاحِ معاشرہ کی جو ربانی اسکیم عطا کی ہے، اُسکی بنیاد ہی نماز ہے اور یہی نماز افراد کی کردار سازی اور تعمیرِ سیرت میں کلیدی رول ادا کرتی ہے اور معاشرے کو منکرات سے پاک کرنے والی قوت بھی فراہم کرتی ہے۔ اللہ کے حضور 5 وقت کی حاضری معاشرے کے ایک ایک فرد میں اخلاص وللّٰہیت، وقت کی پابندی، احساسِ ذمہ داری، اسلامی اخوت، خوفِ خدا اور آخرت کی جوابدہی کا احساس، سمع و اطاعت اور فرض شناسی جیسی اعلیٰ صفات پیدا کرتی ہے بشرطیکہ نماز کو پورے اخلاص اور خشوع و خضوع کے ساتھ سمجھ کر پڑھا جائے۔ جب تک شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اللہ نے اہلِ ایمان کو نشے کی حالت میں اسلئے نماز پڑھنے سے منع کر دیا تھا کہ وہ سمجھ نہیں سکیں گے کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ ہماری اکثریت کا یہ حال ہے کہ بغیر نشے کے بھی نہیں سمجھتے کے کیا پڑھ رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر

مرد و عورت نماز کو بار بار ترجمے کے ساتھ اس طرح پڑھیں اور سمجھیں کے ایک ایک لفظ پڑھتے ہوئے وہ سمجھ رہے ہوں کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔
نماز میں اللہ اکبر کا کلمہ بار بار دہرایا جاتا ہے تا کہ نمازی کے دل و دماغ میں کسی بڑھائی اور کبر کا کوئی شائبہ موجود ہو تو وہ نکل جائے اور وہ صرف اللہ کی بڑھائی کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ یہ شعوری مشق کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی بڑھائی کو ہرگز تسلیم نہیں کریگا اور یہی ہمارے دین کی اصل روح ہے ''اور بس اپنے رب کی بڑھائی بیان کرو''۔ ہی حاکم و فرمانروا ہے۔ زندگی کے ہر گوشے اور شعبے میں اس کی بڑھائی اور حاکمیت کو عملاً تسلیم کرو اور اُس کے ہر حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دو۔ یہ پہلا سبق ہے جو نماز سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے بعد قیام اور رکوع و سجود میں اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات کی بار بار تکرار سے اُس کی اعلیٰ صفات کا نقش دل و دماغ میں قائم ہو جاتا ہے۔ ''**مالک یوم الدین**'' کی تکرار اگر معنی اور مفہوم کو سمجھ کر کی جائے تو نماز سے باہر ہونے کے بعد بندۂ مومن زندگی کی بھاگ دوڑ میں ہر قدم اس احساس کے ساتھ اُٹھائے گا کہ میں نے مرنے کے بعد اس کا حساب دینا ہے۔ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے، کان جو سنتے ہیں، ہاتھ جس طرف بڑھتے ہیں، زبان جو کچھ کہتی ہے ''جسم کے ہر ایک حصّے کو اللہ کے ہاں اپنی کارکردگی کا حساب دینا ہے۔''